# مجھے گلابوں پہ اعتبار نہیں

ڈاکٹر قمر احسان کمال پور

آج جب میں معمول کے مطابق گھر سے نکلنے لگا تو ایک نظر کیاری میں لگے پودوں پر جا پڑی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پودے کی ٹہنیوں پر چند ڈوڈیاں سی بنی ہوئی ہیں محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس انتظار میں تھیں کہ کب ہم عالم ناپیدار میں جلوہ گر ہوں اور اس کائنات کی رنگینیوں کو دیکھیں۔ میں اسی خیال میں آگے بڑھ گیا دوسرے دن کیا دیکھتا ہوں کہ ڈوڈیوں کے اوپر لپٹی ہوئی ہرے رنگ کی تہہ پھٹ چکی تھی اور معصوم سی سرخی رنگ کی پتیاں جھانک رہی ہیں جیسے وہ اپنے ہونے کا احساس دلا رہی ہوں اور فخر سے اپنی گردن کو اکڑائے ہوئے تھیں جیسے اس کائنات مین ساری رونق انہی کے دم سے ہے۔ آج پھر میں حسب معمول ایک نظر ڈال کر وہاں سے آگے نکل گیا۔

اس عالم رنگ و بو، کہ جسے لوگ دنیا کے نام سے جانتے ہیں کوئی بھی انسان ہمیشہ رہنے کیلئے نہیں آتا مگر بعض لوگ اس ڈھب سے زندگی گزارتے ہیں کہ جب وہ اس عالم فنا سے حیات جاوداں کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو ان کے پیچھے رہ جانے والے مدتوں ان کی جدائی کو فراموش نہیں کر سکتے بلکہ ان کے فراق کی یادیں کانٹے بن کر ان کے دلوں میں چبھتی رہتی ہیں۔

اور لوگ اس چبھن کا مختلف انداز و اطوار سے اظہار کرتے ہیں جو کہ جانے والے کے متعلق عقیدت و محبت اور کیفیت کا مظہر ہوتے ہیں۔

ایسی ہی شخصیات میں سے ماضی قریب بلکہ بالکل قریب ہی میں دنیا سے رخصت ہونے والی ایک شخصیت شہید ملت امام العصر، عظیم خطیب، صحافی، سیاستدان، مصنف، مدبر، محقق، دانشور اور اسلام کے حقیقی اور بے باک ترجمان علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت عظیم تھی کہ جن کی جدائی کا غم موجودہ نسل اپنے آنے والی نسل کو بھی منتقل کر کے جائی گی۔

انہی جذبات کا اظہار درج ذیل مضمون میں کیا گیا ہے جو کہ ہمارے جماعتی ساتھی ڈاکٹر قمر احسان کے قلم گوہر بار سے نکلا ہے۔ ڈاکٹر صاحب جواں عمر، جواں ہمت و جواں فکر ہیں اس سے پہلے بھی کئی کتابیں، جواہر سعید، عظیم ماں، وغیرہ تصنیف فرما کر اہل قلم سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں اور اب بھی ایک کتاب جو حضرت علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و خیالات کا مجموعہ ہے زیر طبع ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں اسی طرح جماعتی و مسلکی غیرت و حمیت کو زندہ رکھے آمین۔

حضرت علامہ شہید کو 23 مارچ 1987 کو سیرت النبی ﷺ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے بم کے دھماکہ سے شہید کر دیا گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

وہ بم چونکہ پھولوں سے سجے ہوئے ایک گلدان میں چھپایا گیا تھا اس مناسبت سے یہ مضمون علامہ شہید کو خراج تحسین پیش کرنے کا ایک انداز ہے کہ وہ ایسا شخص تھا جس کے سانحہ شہادت پر پھول بھی شرمندہ ہو گئے۔

(ادارہ)

تیسرے دن جب میں صبح جانے لگا وہ پودا جو معمولی قد کاٹھ کا تھا اور اس کی چند ٹہنیاں تھیں سرخ پتیوں کے پھولوں سے لدا ہوا تھا۔ اور تمام پھول پروں نما پتیوں سے ایک ہالہ بنائے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ اور بتا رہے تھے کہ اس کائنات کی خوبصورتی ہم سے ہے۔ رنگوں کی کہکشاں ہم نے بکھیری ہے۔ رات کے اندھیرے میں گرنے والی شبنم صبح ہمیں سے قدر و قیمت پاتی ہے۔ اگر ہم نہ ہوں تو یہ پانی کے قطرے جو شبنم جیسے دلفریب نام سے جانے جاتے ہیں بے قدر و قیمت خاک میں مل کر اپنے وجود کو ختم کر لیتے ہیں۔

خاموش گلاب کے پودے کے قریب بیٹھ گیا اور چپکے چپکے سے اس کی باتیں سننے لگا اسے بھی احساس ہو گیا

کہ یہ شخص مجھ سے متاثر ہو کر میری زندگی کی کہانی سننا چاہتا ہے۔ بس پھر کیا تھا ہوا کہ ایک جھونکا آیا پہلے دائیں لہرایا پھر بائیں لہرایا اور جھومتے ہوئے اپنی کہانی سنانے لگا۔

میری زندگی کیا ہے وہ دن کی کہانی ہے جب میں جوانی کے جوبن پر ہوتا ہوں لوگ مجھے مسکراتا ہوا دیکھ نہیں پاتے اور میری گردن مروڑ دیتے ہیں۔ پھر میں اپنے اوپر افسردگی نہیں لاتا بلکہ اس کے ہاتھوں کو حسن بخشتا ہوں۔ وہ مجھے جگہ جگہ اپنے فائدے کے عوض استعمال کرتا ہے میرا وجود زخموں سے چور ہوتا ہے پھر بھی میں اس کی خوشیوں میں شریک رہتا ہوں خوشیاں کیا ہیں جو فقط میری جوانی کی طرح صرف دو دن کی ہیں۔ ان دو دنوں کی خاطر انسان کیا کچھ نہیں کرتا۔ انسان کا اور میرا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ میں انسان کی خوشیوں اور غموں میں برابر کا شریک رہتا ہوں۔

انسان اپنے لطیف جذبات کا اظہار کا ذریعہ مجھے بناتا ہے۔ محبت کا اظہار مجھ غریب کو پیش کر کے کرتا ہے کبھی مجھے نفرتوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کا انجام مجھ پر پاؤں کا آنا ہے۔

مجھے پھولوں کا سردار کہا گیا ہے اور میں ہوں بھی سردار کہ انسان کی ہر محفل کی زینت مجھ سے ہے۔ میری دو دن کی زندگی کا مقصد اس وقت پورا ہو جاتا ہے جب انسان میری وجہ سے خوشیاں سمیٹتا ہے۔ مجھے اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ کی صورت میں اپنی زندگی کا صلہ مل جاتا ہے۔

مجھے گلدانوں میں سجایا جاتا ہے۔ کہ میں اپنی خوشبو سے ماحول کو معطر رکھوں۔ ہر کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے۔ کوئی ہاتھوں میں لے کر کھیلتا ہے تو کوئی مجھ کو ناک کے قریب کر کے سونگھتا ہے۔

عزیزوں کی صحت یابی کے موقع پر مجھے گل دستے میں سجا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس وقت میں ہی محسوس کر سکتا ہوں کہ دونوں طرف جذبات کا تبادلہ کس طرح ہوتا ہے۔ دلوں میں مسکراہٹیں محسوس ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنا محسوس کرنے کی لذت ملتی ہے۔ دنیا میں ایسی کوئی اور چیز نہیں ہے۔ جو میری متبادل ہو سکے اور خوشیاں دے سکے۔ میں خاموشی سے سنتا رہا۔ اور فخر سے اپنی گردن کو اکڑائے یہ باور کروار ہا تھا کہ اگر میں نہ ہوتا تو شاید انسان کبھی خوش نہ ہوتا۔ بلکہ دکھوں اور تکلیفوں میں ہی گرا رہتا۔

انسان کی خوشیاں میرے بغیر ادھوری ہیں انسان کسی عہدے پر ترقی پاتا ہے۔ تو اس کے ملنے والے مجھے گلدستوں میں سجا کر اسے پیش کرتے ہیں اور اپنی محبت کا یقین دلاتے ہیں اور مسکراہٹوں کا تبادلہ کرتے ہیں۔ کسی بڑی شخصیت کی آمد پر میرے جسم کی پتی پتی کر کے اس کے اوپر نچھاور کرتے ہیں انسان کے دلی جذبات کا اظہار میرے تن کو زخم زخم کر دیتا ہے۔ لیکن میں پھر بھی مسکراتا رہتا ہوں۔ بیک وقت میری زندگی میں دو لمحے آتے ہیں ایک تو وہ جب میں خوشی کے اظہار میں انسان کے سر کے اوپر ہوتا ہوں چند ساعت بعد میں اسی انسان کے پاؤں تلے روندا جاتا ہوں۔ شاید اسی لئے کہتے ہیں کہ فلاں کی عزت افزائی کیلئے پھولوں کو نچھاور کیا گیا۔ میں مسلا جاتا ہوں کس لئے انسان کی خوشیوں کیلئے۔ شاید میں بنا ہی انسان کی خوشیوں کیلئے۔

مجھے شاعری کا موضوع بنایا گیا۔ میری تعریف و تحسین کی گئی۔ میری ذات سے تشبیہات دی گئیں۔ میری پتیوں کی نازکی کو موضوع بنایا گیا۔ میری خوشبو کو ہواؤں میں اڑایا گیا۔ اور میرے رنگ کے قصیدے پڑھے گئے۔ میرے ساتھ لگے ہوئے کانٹوں کا تذکرہ کیا گیا۔ میری مسکراہٹ کو حسن کہا گیا۔ مجھے ہار بنا کے گلے میں پہنایا گیا۔

میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی پھول جو مہک مہک کر اپنی کہانی سنا رہا تھا اچانک خاموش ہو گیا اس کی اکڑی ہوئی گردن جھک گئی۔ اس کی پتیاں جو مسکراہٹ بکھیرے ہوئے تھیں، اداس ہو گئیں، مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں پوچھ بیٹھا پھول صاحب کیا ہوا؟ اداس کیوں ہو گئے ہو۔ خاموشی کا کیا مطلب ہے اور گردن کے جھک جانے سے کیا اخذ کروں؟ اب کی بار ہوا کا جھونکا بھی آیا لیکن وہ دائیں گیا اور نہ بائیں گیا اور نہ ہی مستی میں جھوما۔ کچھ دیر ماحول افسردہ رہا پھر گویا ہوا:

انسان نے میرے ساتھ کیا کیا۔ میں اپنی دو دن کی زندگی کو انسان کی خوشیوں کیلئے قربان کرتا رہا۔ لیکن انسان اتنا سنگدل ہے کہ اس نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ جس کے بعد مجھے اپنے آپ پر بھی اعتبار نہیں رہا۔ میں جو خوشیوں کیلئے مسکراہٹوں کیلئے، محبتوں کیلئے، عزت کیلئے، اپنی زندگی کو انسان پر نچھاور کرتا رہا۔ مجھے کوئی غم نہ تھا کہ مجھے قبروں پر چھڑکایا گیا۔ مزاروں پر نچھاور کیا گیا۔ میرے جسم کی بوند بوند نچوڑ کر قبروں کو غسل دیا گیا۔ عظیم انسانوں کی قبروں پر اپنی وفاداری پیش کرنے کیلئے زندوں نے مجھے ذریعہ وفاداری بنایا۔ جتنی قدر و منزلت انسان نے مجھے دی اتنا ہی مجھے میرے مقام سے گرایا بھی ہے۔ لیکن مجھے پھر بھی کوئی گلہ نہیں کوئی شکوہ نہیں۔

میں خود اپنے آپ سے شرمندہ ہوں لوگوں کو

مجھ پر اعتبار نہیں رہا۔ اس حبس زدہ اور نفرتوں کے ماحول میں پلے ہوئے انسان نے اپنے مذموم مقاصد کیلئے بھی مجھے استعمال کرنا شروع کردیا ہے۔ کبھی مجھے گلدانوں میں سجاتا جاتا تھا گلدستوں کی زینت بنایا جاتا تھا۔ دھاگے کی ڈوری میں پروکر گلوں میں پہنایا جاتا تھا مجھے سروں سے نچھاور کیا جاتا تھا اب بھی مجھے گلدانوں میں سجایا تو جاتا ہے لیکن بموں کو میرے جسم میں چھپا کر میرے سرخ رنگ کو خون کی ہولی بنادیا جاتا ہے۔ میری پتی پتی سے بوند بوند نچوڑنا مجھے پاؤں تلے روندنا مجھے قبول تھا۔ لیکن محبتوں کا جھانسہ دے کر میرا وجود۔۔۔۔ نفرتوں کا کاروبار کرنا میرے وجود سے انسانوں کی زندگیوں کو لہو رنگ کرنا مجھے قبول نہیں کون ہے جو مجھ پر اعتبار کرے کہ میں صرف اور صرف محبت ہوں لیکن کیا کروں میری پتیوں پر خون کے چھینٹے ہیں۔

## اعتذار

قارئین ''ترجمان الحدیث'' سے ہم دلی معذرت خواہ ہیں کہ بعض وجوہ کی بناء پر اس کے چند شمارے شائع نہ ہو سکے۔ لہٰذا موجودہ پرچے کو جنوری، فروری، مارچ، اپریل اور مئی 2002 کا شمارہ تصور کیا جائے۔ آئندہ شمارہ جون کا شائع ہوگا ان شاءاللہ۔

(ادارہ)

## یتیم کی کفالت

﴿القرآن﴾

قال اللہ تعالی

فاما الیتیم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر واما بنعمة ربک فحدث

پس (اے نبی ﷺ) یتیم کو مت ڈانٹ اور سوالی کو مت جھڑک اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کر۔

ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا

اور وہ محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین کو یتیم کو اور قیدی کو۔

﴿الحدیث﴾

وقال رسول اللہ ﷺ

انا وکافل الیتیم فی الجنة هکذا واشار بالسبابة والوسطی وفرج بینهما شیئا۔

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اشارہ کیا شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اور ان دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔

## پڑوسی کے حقوق

عن ابی هریرہ رضی اللہ تعالی عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفه ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیصمت۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب ۳۱، من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار والضیف۔)

ترجمہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور آخرت (قیامت) پر یقین رکھتا ہو، وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بھلی بات کہنی چاہئے یا پھر خاموش رہنا چاہئے۔